کی فصیل میں دراڑیں ڈالیں متحدہ پاکستان میں فاصلے بڑھائے اور مشرقی پاکستان الگ ہوگیا ۔ نفرتوں کی بنیاد پر تقسیم کا عمل قبول کرنیوالے تقسیم کے عفریت کے سامنے دم مارنے کی جرّات نہ کرسکے اور ہم اپنے سونار بنگال سے ہمیشہ کیلئے محروم ہوگئے ۔

لیکن قائدِاعظم کے وارثوں نے ایسے ہولناک حادثہ سے قطعاً کوئی سبق یا عبرت ونصیحت حاصل نہ کی اور آزادی کا مفہوم یہ سمجھا کہ زمین اور جسم آزاد ہوجائیں صرف یہی آزادی ہے حالانکہ اس حقیر مقصد کیلئے ہرگز ہرگز قومی پیمانے پر قربانیاں نہیں دی جاسکتیں ستر ہزار عصمتوں کی ویرانی اربوں کے سرمایہ وجائیداد کی بربادی تباہی اور لاکھوں انسانوں کی قتل وغارت گری صرف ، رسولؐ ، قرآن وحدیث ، صحابہؓ واھل بیتؓ سے حقیقی محبت بے پناہ عقیدت ، سچی شیفتگی اور والہانہ پن کی اساس پر تھی مسلم لیگ نے دس برس پراپیگنڈے کے تمام میڈیاز سے امتِ مسلمہ کو یہی نعرہ دیا تھا :

پاکستان کا مطلب کیا :

لا الٰہ الا اللّٰہ

اور ملّتِ اہلِ سنّت سے یہی وعدہ کیا تھا کہ :

پاکستان کی اس سرزمین پر خلافت راشدہ قائم کیجائیگی ۔ لیکن حادثہ یہ ہوا کہ حکمران لا الٰہ الا اللّٰہ سے ہی ناآشنا نکلے حکمران لا الٰہ الا اللّٰہ کے تقاضوں کے منافق مخالف بن کے ابھرے ۔ منہ سے کلمہ پڑھتے ہیں نام بھی مسلمانوں جیسے ھیں مگر ذاتی اعمال قومی وافعال ٹرومین ، آئزن ہاور ، نکسن ، کارٹر اور بُش سے بھی بدتر اور عقائد علقمی وبولہبی ہیں جس کا نتیجہ یہ ھے کہ بیالیس برس قبل جو غلامی انتہا درجہ قابل نفرت تھی آج وہ آزادی کے ہم معنی قرار دی جارہی ھے ۔

ع کیسی منزل ہے کیسی راہیں کہ تھک گئے پاؤں چلتے چلتے
وھی ہے فاصلہ اب بھی قائم جو فاصلہ تھا سفر سے پہلے

ترتیب:
سید محمد کفیل بخاری

پاکستان کی کہانی ـ شاہ جیؒ کی زبانی

بانی احرار مؤسس تحریک تحفظِ ختم نبوت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے جدوجہد آزادی میں بے پناہ صعوبتیں برداشت کیں وہ حق گو انسان تھے اور حصارِ حق سے باہر جھانکنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے انہیں سچ سے جتنی محبت تھی جھوٹ سے اس سے زیادہ نفرت۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دوستوں اور دشمنوں میں یکساں مقبول تھے دوست جتنا قریب تھے دشمن اس سے کہیں زیادہ خوفزدہ۔ قیام پاکستان سے قبل اور بعد انہوں نے سینکڑوں تقریریں کیں اور اپنی مؤمنانہ بصیرت سے حالات و واقعات کا جو تجزیہ فرمایا وہ حرف حرف سچ ثابت ہوا۔ ذیل میں آپ کی نجی مجالس اور تقریروں سے ایسے اقتباس پیش کئے جا رہے ہیں جو ۱۴ راگست ۱۹۴۷ر کے پروانۂ آزادی کے پس منظر اور پیش منظر کو سمجھنے کیلئے کافی ہیں اور موجودہ حالات میں ان کی اہمیت و افادیت اور بڑھ گئی ہے (مرتب)

مجھے صاف نظر آ رہا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ دور دور تک آگ لگی ہوئی ہے، مکان جل رہے ہیں، دکانیں لوٹی جا رہی ہیں اور قزاق عصمتیں اڑائے سرپٹ دوڑ رہے ہیں۔ ماں بیٹے کو چھوڑ چکی۔ باپ بیٹی کو ہار چکا ہے۔ سب رشتے ٹوٹ گئے ہیں۔ چاروں طرف قیامت کا شور بپا ہو گیا ہے، دریاؤں میں خون ہے، ہواؤں میں دھواں۔ دھرتی طوطا چشم ہو گئی ہے۔ سیاست دانوں نے جغرافیائی نقشہ اٹھا کر اس پر ضرب و تقسیم کی ہے لیکن اسکی بدولت بڑی مدت کے لئے انسان مر گیا ہے بر اعظم میں تبلیغ کا دروازہ بند اور جذبۂ جہاد ختم ہو گیا ہے ہم نے سیاسی حقوق کے حصول کی خاطر دینی فرائض سے بغاوت کر دی ہے مسلمانوں کو تیاری کے بغیر ایک ایسی آگ میں جھونک دیا گیا ہے جس کا واحد نتیجہ ہمہ گیر تباہی ہے۔ اگر مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی گئی تو پاکستان سیاسی مفاد پرستوں اور قومی غداروں کی آماجگاہ بن جائیگا۔

"لعنت بر پدرِ فرنگ"

میاں آج ہنستے ہو کل روؤ گے تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ جو کچھ بیت رہا اور جو کچھ بیتنے والا ہے۔ ایک وبا پھوٹ چکی اور ایک وبا آ رہی ہے۔

ہاں بھائی! انگریز کا مفاد اسی میں ہے کہ بستیاں کوئلہ ہو جائیں، لوگ قتل ہوں۔ آخر جانے سے پہلے

فرنگی بابا آزادی کی قیمت لے کر ہی جائے گا۔ تم نے آزادی مانگی تھی۔ یہ لو آزادی۔ ؟ یہ اس کی پہلی قسط ہے قدرت کبھی معاف نہیں کرتی۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں میری آنکھیں بہت کچھ دیکھ چکی ہیں اور بہت کچھ دیکھ رہی ہیں، میں نے جدھر کا رخ جس طرف دیکھا ہے تم اس کے برعکس دیکھو گے برہنہ گفتگو کا موقع نہیں ورنہ جو کچھ جہد آزادی کے دور میں ہوتا رہا اور برطانوی سرکار نے خود کاشتہ خاندانوں کیلئے جو کچھ کیا یا ان خاندانوں نے برطانوی سرکار کیلئے جو کیا وہ روداد اتنی تلخ ہے کہ عرش و فرش کانپ اٹھتے ہیں۔

(اگست ۱۹۴۷
دفتر احرار۔ لاہور)

تقسیم ہندوستان ہی نہیں ہوگا۔ پاکستان بھی ہوگا۔ اور پھر پاکستان پر رفتہ رفتہ وہی لوگ قابض ہو جائیں گے جو آج بھی انگریز کے غم خوار و نمک خوار ہیں۔ یہ اُمراء کی ایک جنت ہوگی لیکن ننانوے فیصد عوام کے لئے یہی شب و روز ہوں گے۔ اسلام ایک مسافر کی طرح ہوگا۔ (امرتسر ۱۹۴۶ء)

تم میرے بارے میں جو چاہو سوچ لو مسلمانوں کا شعار ہو گیا ہے کہ وہ برائیاں عقاب کی آنکھ سے دیکھ اور صبا کی رفتار سے پکڑتے ہیں۔ کبھی کبھی نیکیوں پر بھی نگاہ کر لیا کرو۔ تمہاری فطرتیں اس سے خوبصورت ہوتی چلی جائیں گی۔ عیبوں پر پردہ ڈالنا، درگزر اور چشم پوشی ربانی صفت ہے تم بھی چشم پوشی سے کام لیا کرو۔
(لاہور ۱۹۳۹ء)

۲ ——— میں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا۔ مجھے ایک لحظہ کے لئے بھی اپنی کسی حرکت پر ندامت نہیں۔ میرا دماغ غلطی کر سکتا ہے لیکن میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی مجھ سے وفاداری کا ثبوت مانگنے والے پہلے اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو اپنی وفاداری کا ثبوت دیں۔

۳ ——— میں اُن لوگوں میں سے نہیں جو یہ صدا دیتے پھیریں کہ ہم توشۂ وفاداری لئے پھرتے ہیں۔ میری انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لے چلو اور جس مقتل میں چاہو مجھے ذبح کر دو۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا ہرگز نہیں ہوگا۔ میں خوش ہوں، میری خوشی یہ ہے کہ اس ملک سے انگریز نکل گیا۔ میں دنیا کے کسی حصے میں بھی سامراج کو نہیں دیکھ سکتا میں اس کو قرآن اور اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔

میں اُن لوگوں میں بھی نہیں جو انسانی ضمیر کی سوداگری کرتے ہیں۔ میں اس شخص کو دھوپ چھاؤں کی اولاد سمجھتا ہوں جو قدم قدم کوئی نیا پھیرا ہو، ملک سے غداری کرتا ہو۔ اور جس ہنڈیا میں کھاتا ہے اسی میں چھید کر ڈالتا ہے۔ میں نے صرف ایک اللہ کے سامنے جھکنا سیکھا ہے۔ میں اُن لوگوں کا وارث نہیں جنہوں نے درباروں کی دہلیزیں چاٹی ہیں۔ میں اُن کا وارث ہوں جو شہادت کے راستہ میں سروں کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔